

امام علی علیہ السلام کا خطبہ شقشقیہ میں ابوبکر بن ابی قحافہ سے خطاب

<?xml encoding="UTF-8">



امام علی علیہ السلام کا خطبہ شقشقیہ میں ابوبکر بن ابی قحافہ سے خطاب

ومن خطبة علي عليه السلام

وهي المعروفة بالشقشقية

وتشتمل على الشكوى من أمر الخلافة ثم ترجيح صبره عنها ثم مبايعة الناس له

أَمَّا وَاللَّهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فَلَانٌ وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى، يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ
الطَّيْرُ، فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا وَطَفِئْتُ أَرْتِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بَيْدٍ جَذَاءً أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخِيَةِ عَمِيَاءَ،
يَهْرُمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ، وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ،

ترجیح الصبر

فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحَجَى فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذَى وَفِي الْخَلْقِ شَجَا أَرَى تُرَاثِي نَهْبًا حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَبِيلِهِ،
فَأَدَلَى بِهَا إِلَى فَلَانٍ بَعْدَهُ، ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْشَى:

سَتَّانَ مَا يَوْمِي عَلَى كُورَهَا

وَيَوْمَ حَيَّانَ أَخِي جَابِرٍ

فَيَا عَجَبًا بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ، إِذْ عَقَدَهَا لِآخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهِ

امام علی علیہ السلام کے ایک خطبہ کا حصہ

جسے شقشقیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

(شقشقیہ اونٹ کے منہ میں وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو غصہ اور ہیجان کے وقت باہر نکل آتا ہے)

آگاہ ہو جاؤ!

کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابوبکر بن ابی قحافہ) نے قمیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے حالانکہ اسے
معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لئے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔ علم کا سیلاب میری ذات سے گزر کر نیچے
جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کر سکتا ہے۔ پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ
ڈال دیا اور اس سے پہلے تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کردوں یا اسی
بھیانک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے اور مومن
محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے تو میں نے اس عالم میں صبر کر لیا کہ آنکھوں میں
مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹتے دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ
پہلے خلیفہ نے اپنا راستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد فلاں کے حوالے کر دیا بقول اعشی:

"کہاں وہ دن جو گزرتا تھا میرا اونٹوں پر۔ کہاں یہ دن کہ میں حیان کے جوار میں ہوں " حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استعفا دے رہا تھا اور مرنے کے بعد کے لئے دوسرے کے لئے طے کرگیا

لَسَدٌ مَا تَشَطَّرَا صَرَغِيهَا ، فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ حَشْنَاءَ يَغْلُظُ كُلُّهَا ، وَيَخْشُنُ مَشَهَا وَيَكْثُرُ الْعِنَارُ فِيهَا وَالْإِعْتِدَارُ مِنْهَا ، فَصَاحِبُهَا كَرَائِبِ الصَّعْبَةِ ، إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَإِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ ، فَمَنْ يِ النَّاسَ لَعَمْرُ اللَّهِ بِخَبِطٍ وَشِمَاسٍ وَتَلَوْنِ وَاعْتِرَاضٍ ، فَصَبَرْتُ عَلَى طُولِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ حَتَّى إِذَا مَضَى لِسَبِيلِهِ، جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ فَيَا لِلَّهِ وَلِلشُّورَى ، مَتَى اغْتَرَضَ الرَّيْبُ فِي مَعَ الْأَوَّلِ مِنْهُمْ، حَتَّى صِرْتُ أَقْرَنَ إِلَى هَذِهِ النَّظَائِرِ ، لَكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسْفُوا وَطُرْتُ إِذْ طَارُوا، فَصَعَا رَجُلٌ مِنْهُمْ لِيُضْعِنَهُ ، وَمَالَ الْآخَرُ لِيُصْهَرَهُ مَعَ هُنِ وَهْنٍ إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ نَافِجًا حِصْنِيهِ ، بَيْنَ نَثِيلِهِ وَمُعْتَلِفِهِ ، وَقَامَ مَعَهُ بَنُو أَبِيهِ يَخْضُمُونَ مَالَ اللَّهِ ،

بیشک دونوں نے مل کر شدت سے اس کے تھنوں کو دوبا ہے۔ اور اب ایک ایسی درشت اور سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھونے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات! اس کو برداشت کرنے والا ایس ہی ہے جیسے سر کش اونٹنی کا سوار کہ مہار کھنیچ لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کود پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک کجروی 'سر کشی' تلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور میں نے بھی سخت حالات میں طویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستہ چلا گیا لیکن خلافت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا جن میں ایک مجھے بھی شمار کرگیا جب کہ میرا اس شوریٰ سے کیا تعلق تھا؟ مجھ میں پہلے دن کون سا عیب و ریب تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے انہیں کی فضا میں پرواز کی اور یہ نزدیک فضا میں اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا اور اونچے اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا مگر پھر بھی ایک شخص اپنے کینہ کی بنا پر مجھ سے منحرف ہو گیا اور دوسری دامادی کی طرف جھک گیا اور کچھ اور بھی ناقابل ذکر اسباب و اشخاص تھے جس کے نتیجہ میں تیسرا شخص سرگین اور چارہ کے درمیان پیٹ پھلائے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کے اہل خاندان بھی کھڑے ہوئے جو مال خا کو اس طرح بضم کر رہے تھے

خِصْمَةُ الْإِبِلِ نِبْتَةُ الرَّبِيعِ ، إِلَى أَنْ انْتَكَتْ عَلَيْهِ فَتْلُهُ وَأَجْهَرَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ، وَكَبَتْ بِهِ بَطْنَتُهُ

مبايعه علي

فَمَا رَاعِنِي إِلَّا وَالنَّاسُ كَعُزْفِ الصَّبْعِ ، إِلَيَّ يَنْتَالُونَ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، حَتَّى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ وَشُقَّ عِطْفَايَ مُجْتَمِعِينَ حَوْلِي كَرَبِضَةِ الْعَنَمِ ، فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْأَمْرِ نَكثَتْ طَائِفَةٌ وَمَرَقَتْ أُخْرَى وَقَسَطَ آخَرُونَ كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوا اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: (تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ، لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ) ، جس طرح اونٹ بہار کی گھاس کو چرلیتا ہے یہاں تک کہ اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کے اعمال نے اس کا خاتمہ کردیا اور شکم پری نے منہ کے بل گردایا

اس وقت مجھے جس چیز نے دہشت زدہ کردیا یہ تھی کہ لوگ بجوں کی گردن (۱)

کے بال کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے میرے اوپر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ حسن و حسین کچل گئے اور میری ردا کے کنارے پھٹ گئے۔ یہ سب میرے گرد بکریوں کے گلہ کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔ لیکن جب میں نے ذمہ داری سنبھالی اور اٹھ کھڑے ہوا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی اور دوسرا دین سے باہر نکل گیا اور تیسرے نے فسق اختیار کرلیا جیسے کہ ان لوگوں نے یہ ارشاد الہی سنا ہی نہیں ہے کہ " یہ دار آخرت ہم صرف ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو دنیا میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے ہیں اور عاقبت صرف اہل تقویٰ کے لئے ہیں "

بَلَىٰ وَاللّٰهُ لَقَدْ سَمِعُوهَا وَوَعَوْهَا، وَلَكِنَّهُمْ حَلَيْتِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِهِمْ وَرَاقَهُمْ زَبْرُجَهَا
 أَمَّا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ ، لَوْ لَا حُضُورُ الْحَاضِرِ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ، وَمَا أَخَذَ اللَّهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ، أَلَّا
 يُقَارَّوْا عَلَى كِظَّةٍ ظَالِمٍ وَلَا سَعَبٍ مَظْلُومٍ، لِأَلْفَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا - وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا - وَلَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ
 هَذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنَزٍ

قَالُوا وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ - عِنْدَ بُلُوغِهِ إِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ خُطْبَتِهِ - فَتَاوَلَهُ كِتَابًا قِيلَ إِنَّ فِيهِ مَسَائِلَ
 كَانَ يُرِيدُ الْإِجَابَةَ عَنْهَا فَأَقْبَلَ يَنْظُرُ فِيهِ [فَلَمَّا فَرَعَ مِنْ قِرَاءَتِهِ] قَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ - لَوْ اطَّرَدَتْ
 خُطْبَتُكَ مِنْ حَيْثُ أَفْضَيْتَ!

فَقَالَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ - تِلْكَ شِفْشِفَةٌ هَدَرْتُ ثُمَّ قَرَّتْ

ہاں ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے یہ ارشاد سنا بھی ہے اور سمجھے بھی ہیں لیکن دنیا ان کی نگاہوں میں
 آراستہ ہوگئی اور اس کی چمک دمک نے انہیں نبھا لیا۔
 آگاہ ہو جاؤ!

وہ خدا گواہ ہے جس نے دانہ کو شکافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پیدا کیا ہے کہ اگر حاضرین کی موجودگی اور
 انصار کے وجود سے حجت تمام نہ ہوگئی ہوتی اور اللہ کا اہل علم سے یہ عہد نہ ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پری
 اور مظلوم کی گرسنگی پرچین سے نہ بیٹھنا تو میں آج بھی اس خلافت کی رسی کو اسی کی گردن پر ڈال کر ہنکا
 دیتا اور اس کی آخر کواول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظرمیں بکری کی
 چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ایک عراقی باشندہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو ایک خط دیا جس ک بارے میں خیال
 ہے کہ اس میں کچھ فوری جواب طلب مسائل تھے۔ چنانچہ آپ نے اس خط کو پڑھنا شروع کردیا اور جب فارغ
 ہوئے تو ابن عباس نے عرض کی کہ حضور بیان جاری رہے؟ فرمایا کہ افسوس ابن عباس یہ تو ایک شقشقہ تھا
 جوابہر کر دب گیا۔

* *

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللّٰهِ مَا أَسْفُتُ عَلَى كَلَامٍ قَطُّ - كَأَسْفِي عَلَى هَذَا الْكَلَامِ - أَلَّا يَكُونَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلَغَ
 مِنْهُ حَيْثُ أَرَادَ.

ابن عباس کہتے ہیں کہ بخدا قسم مجھے کسی کلام کے نا تمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہوا جتنا
 افسوس اس امر پر ہوا کہ امیر المومنین اپنی بات پوری نہ فرما سکے اور آپ کا کلام نا تمام رہ گیا۔

* *

سید شریف رضی فرماتے ہیں

قال الشريف رضي الله عنه قوله عليه السلام كراكب الصعبة إن أشنق لها خرم - وإن أسلس لها تقحم - يريد
 أنه إذا شدد عليها في جذب الزمام - وهي تنازعه رأسها خرم أنفها - وإن أرخى لها شيئاً مع صعوبتها - تقحمت به
 فلم يملكها - يقال أشنق الناقة إذا جذب رأسها بالزمام فرفعه - وشنقها أيضا ذكر ذلك ابن السكيت في إصلاح
 المنطق - وإنما قال عليه السلام أشنق لها ولم يقل أشنقها - لأنه جعله في مقابلة قوله أسلس لها -
 فكأنه عليه السلام قال إن رفع لها رأسها بمعنى أمسكه عليها بالزمام -

سید شریف رضی فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ارشاد

"ان اشنقلہا....."

کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ناقہ پر مہارکھینچنے میں سختی کی جائے گی اور وہ سر کشی پر آمادہ ہو جائے گا تو اس کی ناک زخمی ہو جائے گی اور اگر ڈھیلا چھوڑ دیا جائے تو اختیار سے باہر نکل جائے گا۔ عرب "اشنق الناقۃ" اس موقع پر استعمال کرتے ہیں جب اس کے سر کو مہار کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے اور وہ سر اٹھالیتا ہے۔ اس کیفیت کو "شنقہا" سے بھی تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ ابن السکیت نے "اصلاح المنطق" میں بیان کیا ہے۔ لیکن امیرالمومنین نے اس میں ایک لام کا اضافہ کر دیا ہے "اشنق لہا" تاکہ بعد کے جملہ "اسلس لہا" سے ہم آہنگ ہو جائے اور فصاحت کا نظام درہم برہم نہ ہونے پائے۔

(۱)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عثمان کے تصرفات نے تمام عالم اسلام کو ناراض کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ انہیں نعتل یہودی قرار دے کر لوگوں کو قتل پر آمادہ کر رہی تھیں۔ طلحہ انہیں واجب القتل قرار دے رہا تھا۔ زبیر در پردہ قاتلوں کی حمایت کر رہا تھا لیکن ان سب کا مقصد امت اسلامیہ کو نا اہل سے نجات دلانا نہیں تھا بلکہ آئندہ خلافت کی زمین کو ہموار کرنا تھا اور حضرت علی اس حقیقت سے مکمل طور پر باخبر تھے۔ اس لئے جب انقلابی گروہ نے خلافت کی پیشکش تو آپ نے انکار کر دیا کہ قتل کا سارا الزام اپنی گردن پر آجائے گا اور اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک تمام انصار و مہاجرین نے اس امر کا اقرار نہیں کر لیا کہ آپ کے علاوہ امت کا مشکل کشا کوئی نہیں ہے اور اس کے بعد بھی منبر رسول (ص) پر بٹھ کر بیعت لی تاکہ جانشینی کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت بھی سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر جیسے افراد نے بیعت نہیں کی اور حضرت عائشہ کو بھی جیسے ہی اس "حادثہ" کی اطلاع ملی انہوں نے عثمان کی مظلومیت کا اعلان شروع کر دیا اور طلحہ و زبیر کی محرومی کا انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کے حضرت علی سے اختلاف کی ایک بنیاد یہ بھی تھی کہ حضور (ص) نے اولاد علی کو اپنی اولاد قرار دے دیا تھا اور قرآن مجید نے انہیں ابنائنا کا لقب دے دیا تھا اور حضرت عائشہ مستقل طور پر محروم اولاد تھیں لہذا ان میں یہ جذبہ حسد پیدا ہونا ہی چاہتے تھا۔